Advance Social Science Archive Journal
Available Online: https://assajournal.com
Vol.3 No.1,January-March,2067.Page No.2067-2078
Print ISSN: 30062497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

THE ROLE OF THE PROPHET MUHAMMAD (PEACE BE UPON HIM) IN THE EDUCATION OF CHILDREN AND WOMEN: A REVIEW OF HIS ROLE IN THE MODERN ERA AND THE PROBLEMS FACED

نبی کریم ﷺ کا بچوں اور خواتین کی تعلیم میں کردار: عصر حاضر میں انکا جائزہ اور درپیش مسائل

Ms. Sheema	Scholar MPhil, Department of Islamic Studies, Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar, Pakistan
Associate Professor Dr. Naseem Akhter*	Department of Islamic Studies, Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar, Pakistan
	Corresponding Author Email: khtr_nsm@yahoo.com

ABSTRACT

The Prophet Muhammad (ﷺ) gave great importance to education and declared it obligatory for every Muslim man and woman. He said,: Seeking knowledge is an obligation upon every Muslim, male and female: During his time, women were allowed to attend the mosque and learn. The Prophet (ﷺ) even set aside special time to teach women. Notable female companions such a Hazrat Aisha (RA) and Umm Salmah (RA) were scholars and played key roles in spreading knowledge, showing how the Prophet (ﷺ) promoted women's education. The Prophet (ﷺ) treated children with love and care, guiding them with wisdom and patience. He answered their questions, involved them in learning, and taught them through practical examples. Hazrat Hassan and Husain (RA) were raised with special attention to their character and moral training. The prophet's model for child education emphasized not only academic knowledge but also values, manners, and spiritual development, an approach deeply needed in today's world. In modern times, the Muslim world faces many challenges in the field of education, especially for women and children. Cultural restrictions, poverty, lack of awareness, and weak infrastructure are major barriers. Moreover, misuse of media and lack of proper Islamic training reduce the impact of education. The solution lies in following the model of the Prophet (ﷺ), which combines knowledge with moral development, equality, compassion, and responsibility.

Keywords: Prophet Muhammad, Education, Women learning, Child training, Islamic education, Modern challenges, Sirah, Upbringing, Islamic society role of women.

تعارف:

تعلیم کے لغوی معنٰی:

1: تعلیم عربی لفظ" ﴿ علم ،یعلم ، تعلیما ﴾ "سے ماخوذ ہے۔ جسکے معنٰی ہیں: بتانا، سکھانا، نشان لگانا، کسی چیز کو واضح کرنا۔[1]

2: تعلیم (مونث)، سکھانا، ہدایت۔[2]

3: تعلیم کسی چیز کے نقش کو ذہن میں اتارنے کو کہتے ہیں۔[3]

4﴿: علم يعلم، تعليما ، افاده العلم ، لقنه اياه ،درسه اياه ، ﴾ تعلیم دینا،یعنی کسی کو علم سکھانااس کو یاد کروانا،اسکو درس دینا۔[4]

اصطلاح میں تعلیم ایک شعوری، منظم اور مقصدی عمل ہے۔ جسکے ذریعے انسان کی شخصیت کو نکھارا جاتا ہے۔ اور اسے معاشرے کا مفید فرد بنایا جاتا ہے۔[5]

تعلیم ایک ایسا نظام ہے جو نسل انسانی کو تہذیب، اخلاق، ثقافت دینی اور سائنسی بنیادوں پر شعور فراہم کرتا ہے۔[6]

تعلیم کا مقصد انسان کو معرفت الٰہی تک پہنچانا اور اسکی روحانی اخلاقی اور عقلی تربیت کرنا ہے۔[7]

﴿التعليم هو نقل الفهم والمعرفته الى المتعلم بما يوافق طبيعته ﴾، تعلیم وہ عمل ہے جس میں فہم اور معرفت کو اس انداز سے منتقل کیا جائے جو سیکھنے والے کی طرف سے ہم آہنگ ہو۔[8]

تعلیم صرف معلومات کا ذخیرہ نہیں بلکہ ایک تربیتی عمل ہے جس کے ذریعے انسان کی فطری صلاحیتوں کو راہ راست پر لگا کر اس کی شخصیت کو سنوارا جاتا ہے۔[9]

علم کی فضیلت واہمیت:

تعلیم کسی بھی فرد اور معاشرے کی ترقی و بقا کا بنیادی ستون ہے۔ یہ نہ صرف ذہنی اور فکری صلاحیتوں کو جلا بخشتی ہے بلکہ اخلاقی اور سماجی اقدار کو بھی فروغ دیتی ہے۔ تعلیم کی بدولت انسان شعور و آگاہی حاصل کرتا ہے جو اسے اپنی ذات کی پہچان اور معاشرتی ذمہ داریوں کو بخوبی نبھانے کے قابل بناتی ہے۔ جدید دنیا میں علم ہی وہ طاقت ہے جو قوموں کو ترقی، استحکام اور خوشحالی کی راہ پر گامزن کرتی ہے۔ تعلیم فرد کو معیاری زندگی گزارنے، مشکلات کا سامنا کرنے اور اپنے کردار کو بہتر بنانے کی صلاحیت عطا کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تعلیم کو انسان کی بنیادی ضرورت قرار دیا جاتا ہے اور یہ کسی بھی کامیاب معاشرے کی پہچان ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت اور قرآن مجید ہمیں تعلیم کے ایسے اصول دیتے ہیں جو رہنمائی کا بہترین ذریعہ ہے۔[10]

قرآن سے علم کی فضیلت:

قرآن کریم انسان کو دیگر مخلوقات پر علم، شعور اور عقل کی بدولت برتری عطا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو تمام اشیاء کے نام سکھا کر ان کا علم عطا کیا، جیسا کہ قرآن میں ارشاد فرمایا: "وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا"[11] یعنی "اللہ نے آدمؑ کو تمام چیزوں کے نام سکھائے۔" یہ آیت اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ علم ہی وہ بنیادی سبب ہے جس نے انسان کو خلافت ارضی کے منصب پر فائز کیا اور فرشتوں کو اس کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ علم کی وجہ سے ہی انسان کو کائنات کی حقیقتوں کو سمجھنے اور اللہ کی نشانیوں میں غور و فکر کرنے کی صلاحیت ملی۔۔

ترغیب حصول علم:

﴿فسئلواهل الذكر ان كنتم لا تعلمون﴾

ترجمہ: تم علم والوں سے پوچھو اگر تم شعور نہیں رکھتے۔[12]

جہالت ظلمت اور علم کی روشنی ہے:

قرآن مجید میں علم کو جہالت اور اندھیروں کے مقابلے میں روشنی قرار دیا گیا ہے۔ علم انسان کو فضیلت اور بلندی عطا کرتا ہے جبکہ جہالت انسان کو پستی اور گمراہی کی طرف لے جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

"قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ[13]"

" (اے نبی ﷺ) کہہ دیجیے: کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں؟ "

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ علم رکھنے والے ہمیشہ ممتاز اور برتر ہوتے ہیں۔ مزید بر آں، ایمان کے بعد سب سے اعلیٰ مقام علم کو دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ[14]"

" تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور جنہیں علم عطا کیا گیا، اللہ ان کے درجات بلند کرتا ہے۔ "

یہ تعلیم ہمیں اس حقیقت کی طرف متوجہ کرتی ہے کہ علم نہ صرف انسان کی انفرادی ترقی کا ذریعہ ہے بلکہ معاشرتی عروج کا بھی سبب ہے۔ جو قومیں علم کو اپناتی ہیں، وہ جہالت کے اندھیروں سے نکل کر روشنی کی طرف گامزن ہو جاتی ہیں

رفعت درجات میں ایمان لانے کے بعد دوسرا درجہ علم کا ہے۔

احادیث سے علم کی فضیلت:

اسلام میں علم کو ایک عظیم مرتبہ حاصل ہے اور ہر وہ علم جس سے انسانیت کی فلاح و بہبود اور خدا اور رسول ﷺ کی رضا حاصل ہو، اس کے حصول کو فرض کے درجے تک لازمی قرار دیا گیا ہے۔ ایسا علم جو انسان کو نفع پہنچائے اور معاشرے میں بہتری کا ذریعہ بنے، نہ صرف دنیاوی کامیابی بلکہ اخروی نجات کا بھی سبب ہے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں علم حاصل کرنے کی تاکید بارہا کی گئی ہے کیونکہ علم ہی وہ روشنی ہے جو انسان کو جہالت کے اندھیروں سے نکال کر فلاح و رُشد کے راستے پر گامزن کرتی ہے۔[15]

جیسا کہ حدیث مبارکہ میں فرمایا گیا:

﴿طلب العلم فریضة علی کل مسلم ومسلمة﴾ ۔[16]

علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

یہ تعلیم ہمیں اس بات کی طرف متوجہ کرتی ہے کہ دین و دنیا کی فلاح اور ترقی علم کے بغیر ممکن نہیں

﴿تعلموالعلم وعلموه الناس﴾[17]

ترجمہ: علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ۔

﴿من سلک طریقا یلتمس فیه علما سهل الله له به طریقا الی الجنة﴾ '[18]

ترجمہ: جس کسی نے دین کی طلب کا راستہ اپنالیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ اسان بنادیتا ہے۔

﴿من خرج فی طلب العلم فهو فی سبیل الله حتیٰ یرجع﴾ '[19]

ترجمہ: جو علم حاصل کرنے کے لئے گھر سے نکلے وہ اللہ کی راہ میں ہے جب تک واپس نہ آئے۔

﴿وان الملائکة لتضع اجنهتها رضا لطالب العلم﴾'[20]

ترجمہ: طالب علم کی خوشی کے لئے فرشتے اس کے روبرو اپنے پر بچھاتے ہیں۔

﴿من یردالله به خیرا یفقهه فی الدین ﴾'[21]

ترجمہ: جس شخص کے واسطے اللہ بہتر جانتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کرتا ہے۔

تحریر و کتابت:

اگر غور کیا جائے تو علم و تعلیم کو محفوظ رکھنے اور ایک نسل سے دوسرے نسل تک منتقل کرنے کے لئے تحریر و کتابت نہایت ضروری تھی۔ تو یہاں پر تحریر و کتابت کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ زبانی یاداشت پر مکمل انحصار کرنا ممکن نہ تھا۔ خاص طور پر جب دین اسلام کی بنیادی تعلیمات، جیسے قرآن کریم اور احادیث، کو بغیر کسی کمی بیشی کے محفوظ رکھنا مقصود تھا۔ تحریر نے علم کو دوام بخشا بلکہ سیکھنے اور سکھانے کے عمل کو بھی آسان بنا دیا۔ علم کی اہمیت اور فضیلت کو اسلام کی تعلیمات نے واضح کیا کہ کس قدر اسلام میں علم کے تحفظ اور تعلیم کے فروغ کے لئے تحریر و کتابت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

مکی دور میں تحریر و کتابت:

اسلام سے پہلے: اسلام سے پہلے عرب معاشرہ اکثریت میں ناخواندہ تھا، جسے قرآن نے "امیین" کہہ کر ذکر کیا۔ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ مکہ میں صرف 17 افراد لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔[22] خواتین میں حضرت اُم کلثومؓ، شفاء بنت عبد اللہؓ اور عدویہ کو تحریر کا علم تھا۔ حضرت عائشہؓ اور اُم سلمہؓ اور حضرت حفصہؓ بھی لکھنا جانتی تھیں لیکن عملی طور پر لکھنے کا معمول نہ تھا۔ اسلام نے اس معاشرے میں تعلیم اور تحریر کو فروغ دیا اور علم کو عبادت کا درجہ عطا کیا [23]

اسلام کے بعد: نبی کریم ﷺ پر جب مکہ مکرمہ میں ابتدائی وحی نازل ہوئی تو اس وقت عرب معاشرے میں لکھنے پڑھنے کا رواج بہت محدود تھا۔ تاہم مکہ میں کچھ افراد ایسے موجود تھے جو تحریر سے واقف تھے، جن میں حضرت علیؓ، حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت عامر بن فہیرہؓ قابلِ ذکر ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے وحی کو محفوظ رکھنے کے لیے انہی صحابہؓ سے استفادہ فرمایا۔ اگرچہ اُس دور میں تعلیم و کتابت عام نہ تھی، لیکن آپ ﷺ نے آغازِ وحی کے ساتھ ہی تحریر و کتابت کی اہمیت اجاگر کی اور صحابہ کرامؓ کو قرآنی آیات یاد کروانے کے ساتھ ساتھ بعض کو انہیں لکھنے کا حکم بھی دیا۔ یہ سلسلہ اسلامی تعلیمات کے فروغ کا سنگِ میل ثابت ہوا۔[24]

سب سے پہلے وحی درج ذیل چیزوں پر لکھی جاتی تھی۔ 1: عسب (کھجور کے خشک پتے) 2: لخاف (پتلے سفید پتھر یا چٹان کے ٹکڑے) 3: رقاع (چمڑے کے ٹکڑے) 4: اکتاف (اونٹ یا بکری کی ہڈیوں کے چوڑے حصے)

﴿قال زید بن ثابت رضی اللہ عنہ "کنت اکتب الوحی عن رسول اللہ ﷺ ، وکان اذا نزل علیہ والوحی دعانی فاخذت عسب النخل، او اللخاف، او الکتف، او الرقاع، فلکتبت الوحی، وکنت، اذا فرغت: قال، اقراہ فاقروہ، فان کان فیہ سقط اقامہ﴾

ترجمہ: کاتبین وحی میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔" کہ میں اللہ کے نبی محمد ﷺ کے لئے وحی لکھا کرتا تھا۔ جیسے ہی آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو اللہ کے رسول ﷺ مجھے بلاتے۔ میں کھجور کے پتے، پتھر کی تختی، ہڈی یا کپڑے (چمڑے) کے ٹکڑے لیتا اور اس پر وحی لکھتا۔ جب میں لکھ لیتا تو آپ مجھے کہتے: "اسے پڑھو"۔ میں پڑھتا، اگر کہیں کوئی کمی یا غلطی ہوتی تو آپ اس کی اصلاح فرمادیتے۔"[25]

مدینہ میں نظام تعلیم:

مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے بعد نبی کریم ﷺ نے تعلیم کے فروغ کے لیے باقاعدہ نظام قائم فرمایا۔۔[26]

آپ ﷺ نے مسجد نبوی کے ساتھ ایک جگہ قائم کی جو "صفہ" کہلائی۔ یہ ایک سادہ سا چبوترا تھا جس پر چھت تک نہ تھی، مگر یہی مسلمانوں کے لیے اولین علمی مرکز بن گیا۔ یہاں پر غیر رسمی تعلیم کے ساتھ ساتھ رسمی تعلیم کا بھی انتظام کیا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے علم کے حصول، اس کی اشاعت، تدوین اور استحکام کے لیے ایک مؤثر تحریک شروع کی، جس کے نتیجے میں مدینہ علم و تربیت کا مرکز بن گیا۔ صفہ کے اس ادارے نے ایسے جلیل القدر صحابہؓ تیار کیے جنہوں نے اسلامی تعلیمات کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچایا۔[27]

اس درس گاہ میں سب سے بڑے معلم خود آپ ﷺ تھے۔ نبی کریم ﷺ کے علاوہ عبادہ بن صامتؓ بھی معلمی کے فرائض انجام دیتے تھے۔[28]

اہل صفہ کو اللہ کے نبی ﷺ کا اتنا خیال رہتا کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ فرمائش کی کہ اسیران جنگ میں سے مجھے بھی ایک خادمہ دی جائے تو آپ ﷺ نے فرمایا "اللہ کی قسم یہ نہیں ہونے کا کہ میں تم کو خادمہ دوں اور اہل صفہ بھوکے مریں۔ ان کے خرچ کے لئے میرے پاس کچھ نہیں، میں ان اسیران جنگ کو بیچ کر ان کی قیمت اہل صفہ پر خرچ کروں گا۔[29]

نبی کریم ﷺ نے مدینہ میں باقاعدہ طور پر کتابت اور عملہ کا شعبہ قائم فرمایا۔ سب سے زیادہ تحریر و کتابت کی ضرورت وحی کو محفوظ کرنے کے لیے محسوس کی گئی۔۔[30]

حضور ﷺ نے علم کو قلم کے ذریعے محفوظ کرنے پر زور دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "قید العلم بالکتابۃ "ترجمہ: کہ علم کو کتاب کے ذریعے محفوظ کرو۔[31]

بچوں کی تعلیم میں نبی کریم ﷺ کا کردار:

تعلیم انسان کی شخصیت سازی اور تہذیبی نشوونما کا بنیادی ذریعہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی اور اپنی سیرتِ مبارکہ میں بچوں کے ساتھ شفقت، رہنمائی اور علم سکھانے کی بے شمار مثالیں قائم فرمائیں۔ آپ ﷺ نے بچوں کی ذہنی، اخلاقی اور دینی تربیت کو اس انداز سے پروان چڑھایا جو آج بھی امتِ مسلمہ کے لیے بہترین نمونہ ہے۔۔

بچوں کی تربیت میں نبی کریم ﷺ کا اسلوب:

بچوں کو مستقبل کا معمار کہا جاتا ہے اور ان کی بہترین تربیت اسلامی معاشرے کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ اس لیے یہ جاننا نہایت اہم ہے کہ نبی کریم ﷺ بچوں کی تربیت کس انداز سے فرماتے تھے۔ آپ ﷺ شفقت، نرمی اور حکمت کے ساتھ بچوں کی رہنمائی کرتے۔ حضرت معاویہ بن حکمؓ فرماتے ہیں: "میں نے نبی کریم ﷺ سے زیادہ بہتر انداز میں نصیحت کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔" یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کا اسلوبِ تربیت سراپا رحمت اور اخلاق کا پیکر تھا۔[32]

اچھی تعلیم وتربیت کا حکم:

نبی کریم ﷺ نے آنے والی نسلوں کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دی اور والدین کو ہدایت فرمائی کہ وہ اپنی اولاد کی دینی و اخلاقی تربیت کو یقینی بنائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿أكرِموا أولادَكم وأحسِنوا أدَبَهم﴾[33]

" اپنی اولاد کی عزت کرو اور انہیں بہترین اخلاق سکھاؤ۔"

یہ حدیث اس بات پر زور دیتی ہے کہ بچوں کو محبت، عزت اور اخلاقی اقدار کے ساتھ پروان چڑھایا جائے تاکہ ایک صالح اور مضبوط معاشرہ تشکیل پا سکے۔

ایک موقع پر آپ ﷺ نے بچوں کی تعلیم نے بچوں کی تعلیم کا باقاعدہ نصاب مقرر کر دیا۔

﴿مروا اولادکم بامثال الاوامر واجتناب النواهی وذالک وقاية لهم من النار﴾[34]

ترجمہ: اپنی اولاد کو اوامر پر عمل کرنے اور نواہی سے اجتناب کا حکم دو، یہ چیزیں انہیں آگ سے بچائیں گی۔

ایک اور موقع پر فرمایا:

﴿ما نحل والد ولده افضل من ادب حسن﴾[35]

ترجمہ: آپ ﷺ نے علم وادب نہ سکھانے کو اولاد کے ضائع ہونے کے مترادف قرار دیا۔

﴿كفى بلمرء اثما ان يضيع من يقوت﴾[36]

ترجمہ: آدمی کے گناہ کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ ان کی پرورش میں کوتاہی کرے جنکا خرچ اس پر ہے۔

اولاد کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دینا:

اسلام نے والدین کو ہدایت دی ہے کہ وہ اپنی اولاد، چاہے بیٹے ہوں یا بیٹیاں، کو بچپن ہی سے نماز کی تعلیم و تربیت دینا شروع کریں۔ سات سال کی عمر میں بچوں کو نماز پڑھنے کا عادی بنانا چاہیے تاکہ وہ بڑے ہو کر نماز کی پابندی کے ساتھ اسے اپنی زندگی کا حصہ بنا سکیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اپنی اولاد کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو۔" یہ رہنمائی اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ بچپن سے ہی عبادت کی عادت ڈالنا ایک صالح اور باعمل مسلمان کی بنیاد رکھتا ہے۔۔

﴿وعلمو اولادكم الصلاة اذا بلغو سبعا ، واضربوهم عليها اذا بلغو عشرا وفرقو بينهم فى المضاجع ﴾[37]

ترجمہ: تمھارے بچے جب سات سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان کو نماز پڑھنا سکھاؤ اور دس سال کی عمر کو پہنچ کر اگر وہ نماز میں کوتاہی برتیں تو ان پر سختی کرو اور عمر کے اس حصے کو پہنچنے کے بعد ان کی خواب گاہیں الگ کر دو۔

بچوں کی تعلیم والدین کی ذمہ داریاں:

بچوں کو ایک جیسا تعلیم دینا اور سب کے درمیان عدل وانصاف سے کام لینا والدین کی ذمہ داری ہے۔

﴿وكلكم راع وكلكم مسؤول عن رعيته﴾[38]

ترجمہ: تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور تم میں سے ہر ایک سے رعیت کے بارے میں پوچھا جائیگا۔

عصر حاضر اور درپیش مسائل:

عصر حاضر میں بچوں کی تعلیم کا مسئلہ نہایت اہم اور سنجیدہ ہو چکا ہے۔ جدید دنیا میں صرف پڑھنے لکھنے تک محدود نہیں رہی بلکہ یہ ایک ہمہ جہت عمل بن چکی ہے۔ جو بچے کی شخصیت سازی، اخلاقی تربیت اور معاشرتی شعور کے لئے بنیاد فراہم کرتی ہے۔

1: تعلیمی نظام میں عدم توازن:

پاکستان سمیت کئی ترقی پزیر ممالک میں تعلیم کا نظام طبقاتی ہے۔ ایک طرف مہنگے نجی ادارے ہیں اور دوسری طرف ناقص سہولیات سے آراستہ سرکاری اسکول اس تقسیم نے معیار تعلیم کو متاثر کرتا ہے۔[39]

2: جدید ٹیکنالوجی کے منفی اثرات:

ڈیجیٹل ڈیواءسز جیسے موبائل، گیمز اور سوشل میڈیا نے بچوں کی تعلیم سے ہٹا کر دی ہے۔ آن لائن کلاسز کے باوجود زیادہ تر بچے پڑھائی سے دور ہو گئے۔[40]

3: والدین اور اساتذہ کی غفلت:

بچوں کی ابتدائی تعلیم میں والدین اور اساتذہ کا کردار بنیادی ہوتا ہے، لیکن اکثر یہ کردار کمزور نظر آتا ہے۔ خاص طور پر والدین کی طرف سے عدم دلچسپی۔[41]

4: نصاب اور تربیت کا فقدان:

نصاب تعلیم بچوں کی ذہنی سطح اور عصری تقاضوں سے مطابقت نہیں رکھتا، اس کے علاوہ اساتذہ کی تربیت بھی ناکافی ہے[42]۔

5: اخلاقی انحطاط:

تعلیم میں اخلاقی اقدار کی کمی کے باعث بچے معاشرتی آداب سے ناآشنا ہو رہے ہیں۔[43]

6: دینی تعلیم سے دوری:

عصر حاضر میں بچوں کی تربیت کا بڑا مسئلہ یہ ہے کہ وہ دین سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ جب بچے مسجد، قرآن اور عبادات سے دور ہوں تو ان کی تربیت بھی درست نہیں ہو سکتی۔ والدین صرف دنیاوی تعلیم کو اہمیت دیتے ہیں اور بچوں کا سارا وقت اسکول، ٹیوشن اور ہوم ورک میں گزرتا ہے، دینی تعلیم کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ مسجد بھیجنے سے ڈر لگتا ہے کہ کہیں نیند خراب نہ ہو جائے۔ اس ماحول میں دین داری اور اخلاقیات کا فقدان پیدا ہو رہا ہے۔ جو بچوں کی تربیت میں رکاوٹ ہے۔[44]

7: بچوں کو حلال کھانا نہ کھلانا:

اولاد کی اچھی تربیت کے لیے ضروری ہے کہ انہیں حلال رزق فراہم کیا جائے، کیونکہ حرام کھانے کے اثرات بچوں کی طبیعت میں بدتمیزی، نافرمانی اور دین سے دوری کی صورت میں ظاہر ہو سکتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿ادبوهم اولادكم في بطون امهاتهم ، ﴾[45]

"اپنی اولاد کی تربیت ان کی ماؤں کے پیٹوں ہی سے حلال کھلا کر کرو۔"

عرض کیا گیا: "یارسول اللہ! یہ کس طرح ممکن ہے؟" تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ان کی ماؤں کو حلال رزق کھلانے کے ذریعے۔"

یہ تعلیم اس بات پر زور دیتی ہے کہ اولاد کی تربیت کا آغاز ماں کے پیٹ سے ہی ہوتا ہے اور حلال رزق سے تربیت یافتہ بچے صالح معاشرے کی بنیاد بنتے ہیں۔

8: بچوں میں ڈر اور خوف پیدا کرنا:

بچوں کی تربیت میں سب سے بڑی رکاوٹ ان کے دلوں میں پیدا ہونے والا خوف اور ڈر ہے، چاہے یہ خوف اساتذہ کی سختی کی وجہ سے ہو یا والدین کے رویے کی بدولت۔ اس خوف کے نتیجے میں بچے ذہنی دباؤ اور نفسیاتی مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں، جس سے ان کی شخصیت پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں اور ان کی تربیت بھی متاثر ہوتی ہے۔ بعض والدین کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنی اولاد کو بار بار ڈانٹتے اور ملامت کرتے ہیں، مگر اس بات کا احساس نہیں کرتے کہ بچے نازک دل و دماغ رکھتے ہیں۔ اس رویے سے بچوں میں احساسِ کمتری اور محرومی پیدا ہوتی ہے، جو ان کی خود اعتمادی کو تباہ کر دیتی ہے۔ مثبت اور محبت بھرے ماحول کے بغیر بچوں کی تربیت ممکن نہیں۔۔[46]

خواتین کی تعلیم میں نبی کریم ﷺ کا کردار:

عورتوں کے لئے تعلیم کا اہتمام:

عورت انسانی زندگی کا آدھا حصہ ہے اس لئے اس کی تعلیم اور تربیت بھی ضروری ہے۔ حضور ﷺ کے زمانے میں عورتیں علم حاصل کرتی تھیں اور ان کے لیے خاص طور پر تعلیم کا انتظام کیا جاتا تھا۔ اسلام نے مردوں اور عورتوں دونوں کو علم حاصل کرنے کا حکم دیا ہے۔ قرآن مجید کی تعلیمات بھی یہی بتاتی ہیں کہ جیسے مردوں کے لئے علم ضروری ہے، ویسے ہی عورتوں کے لئے بھی ہے۔[47]

آنحضور ﷺ نے قرآن کی عمومی تعلیم کے علاوہ ان سورتوں کی تعلیم کو لازمی قرار دے دیا جن میں خواتین کے احکامات ہیں۔ مثلاً سورۃ نور اور آیۃ الکرسی کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا۔﴿فتعلموهن وعلمهن نساءكم﴾[48]

ترجمہ: خود بھی سیکھو اور اپنے عورتوں کو بھی سکھاؤ۔

قرآن مجید کے عمومی تعلیم کے علاوہ آپ ﷺ نے باقاعدہ عورتوں کے لئے ہفتہ میں ایک دن مقرر فرمایا۔ حضرت ابو سعید خدری کی روایت ہے۔

﴿ان امراة قالت للنبى ﷺ اجعل لنا يوما منک، فقال ﷺ : يوم كذا وكذا فى مكان كذا وكذا﴾[49]

ترجمہ: " اے اللہ کے رسول! ہمارے لیے بھی ایک دن مقرر فرما دیجیے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: "فلاں دن اور فلاں جگہ مقرر کر دی گئی۔"

اس کے علاوہ ازواجِ مطہرات بھی خواتین کی تعلیم و تربیت کا اہم ذریعہ بنیں اور انہوں نے دینی علوم کی اشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا۔ حضرت عائشہؓ نے خواتین کی تعلیم و تربیت میں اہم کردار ادا کیا اور کئی دینی مسائل کی وضاحت فرمائی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"خُذُوا نِصْفَ دِينِكُم مِنَ الحميراء".

" اپنا نصف دین حمیراء (حضرت عائشہؓ) سے سیکھو۔"

ایک اور روایت میں ہے: "اپنا دو تہائی دین حضرت عائشہؓ سے سیکھو۔"

آپ ﷺ خواتین کو جمعہ کے اجتماعات میں بھی شریک ہونے کی اجازت دیتے تاکہ وہ دینی مسائل سیکھ سکیں اور اپنی تربیت بہتر طریقے سے کر سکیں۔ حضرت عائشہؓ نے علم کے میدان میں خواتین کے لیے ایک روشن مثال قائم کی جو آج بھی رہنمائی کا ذریعہ ہے۔[50] حضرت اُمِّ ہشامؓ نے جمعہ کے خطبوں کے ذریعے سورہ قٓ یاد کی، جو اس بات کی دلیل ہے کہ خواتین دینی تعلیم کے مواقع سے بھرپور استفادہ کرتی تھیں۔ ایک روایت میں نبی کریم ﷺ نے بیٹیوں کی تعلیم و تربیت کو جنت میں داخلے کا سبب قرار دیا اور فرمایا: "جس شخص نے اپنی بیٹیوں کی اچھی تربیت کی، انہیں ادب سکھایا اور دینی شعور دیا، وہ جنت کا مستحق ہوگا۔" یہ تعلیم ہمیں بتاتی ہے کہ خواتین کی تعلیم و تربیت نہ صرف ایک فرد کی اصلاح کا ذریعہ ہے بلکہ پورے معاشرے کی فلاح کی بنیاد ہے۔

﴿قال رسول اللہ ﷺ من عال جاریتین دخلت انا وھو الجنۃ کھاتین واشار باصبعیہ﴾[51]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کا قول ہے: کہ جس نے دو لڑکیوں کی کفالت کی تو میں اور وہ جنت میں اس طرح داخل ہوں گے، اور اپ ﷺ نے کیفیت بتانے کے لئے دونوں انگلیوں (شہادت، اور درمیانی) سے اشارہ کیا۔ نبی کریم ﷺ نے نہ صرف تعلیم پر زور دیا لونڈیوں اور کام کرنے والی عورتوں کی درس و تدریس کا خیال رکھنے والوں کے لیے دگنا اجر ہے۔ ایک روایت میں ہے:﴿ايما رجل كانت له جارية فادبها فاحسن تاديبها واعتقها وتزوجها فله اجران ، وايما عبد ادى حق الله وحق مواليه فله اجران﴾[52]

ترجمہ: رسول کریم ﷺ نے فرمایا "جس کسی کے پاس بھی کوئی باندی ہو اور وہ اسے پوری حسن و خوبی کے ساتھ ادب سکھائے، پھر آزاد کر کے اس سے شادی کر لے تو اسے دوگنا ثواب ملتا ہے اور جو غلام اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کر لے اور اپنے آقاؤں کے بھی تو اسے بھی دوگنا ثواب ملتا ہے۔"

عہد نبوی ﷺ میں معلمین کی طرح معلمین کی بھی تقرر ہوتا تھا عہد نبوی ﷺ کے معلمات میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا حضرت شفا بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سر فہرست ہے۔[53]

شفابنت عبد اللہ کی روایت ہے:﴿قالت : دخل علی رسول الله ﷺ وانا عند حفصة ، فقال لی : الا تعلمین هذه رقیة النملة كما علمتيها الكتابة﴾[54] حضرت شفا بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے جبکہ میں ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تم اس نملہ کا دم کیوں نہیں سکھا دیتی ہو جیسے کہ اسے لکھنا سکھایا ہے۔

عصر حاضر اور در پیش مسائل

عصر حاضر میں خواتین کی تعلیم کو بنیادی انسانی حق تسلیم کیا گیا ہے، اور دنیا بھر میں اس کی اہمیت کو تسلیم کیا جارہا ہے۔ خواتین کو تعلیم دینا نہ صرف ان کی ذاتی ترقی بلکہ خاندان اور معاشرے کی فلاح و بہبود کے لئے بھی ناگزیر ہے، ایک تعلیم یافتہ عورت ایک نسل کو سنوار سکتی ہے۔ تاہم موجودہ دور میں باوجود ترقی کے، خواتین، تعلیم کے حصول میں مختلف رکاوٹوں کا سامنا ہے۔ جن کا جائزہ درج ذیل مسائل کی صورت میں لیا جاسکتا ہے۔

1: معاشرتی رویے اور ثقافتی رکاوٹیں:

بہت سے معاشروں میں آج بھی خواتین کی تعلیم کو غیر ضروری تصور کیا جاتا ہے۔ لڑکیوں کو گھر کی چار دیواری تک محدود رکھنا روایتی فخر سمجھنا جاتا ہے۔ بعض علاقوں میں تعلیم کو صرف لڑکوں کا حق مانا جاتا ہے۔[55]

2: مذہبی تعلیمات کی غلط تشریحات:۔

بعض لوگ دینی تعلیمات کو اس طرح پیش کرتے ہیں جیسے اسلام میں خواتین کی تعلیم کی اجازت ہی نہیں، حالانکہ نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو سیکھنے اور سکھانے کی اجازت بلکہ تاکید فرمائی ہے۔[56]

3: اقتصادی مسائل:۔

غربت اور محدود مسائل کے باعث والدین اپنی محدود آمدنی صرف بیٹوں کی تعلیم پر خرچ کرتے ہیں، اور لڑکیوں کو تعلیم سے محروم رکھتے ہیں۔[57]

4: کم عمری کی شادیاں:

بہت سی لڑکیاں کم عمری میں بیاہی جاتی ہیں، جس سے ان کی تعلیم کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے اور وہ زندگی بھر تعلیمی پسماندگی کا شکار رہتی ہیں۔[58]

5: تعلیمی اداروں اور سہولیات کا فقدان:

دیہی علاقوں میں بچیوں کے لئے الگ تعلیمی ادارے نہیں ہوتے یا فاصلے زیادہ ہوتے ہیں۔ جس سے تعلیم کا حصول مشکل ہو جاتا ہے۔[59]

6: سیکیورٹی اور ہراسانی کے مسائل:

بچیوں کو اسکول، کالج، یا یونیورسٹی بھیجتے ہوئے والدین کو سیکیورٹی کا خدشہ ہوتا ہے۔ ٹرانسفورٹ، راستے اور تعلیمی اداروں میں ہراسانی کی شکایات بھی تعلیم میں رکاوٹ بنتی ہے۔[60]

6: مذہبی تعلیم سے دوری:۔

کئی جدید ادارے صرف دنیاوی تعلیم پر زور دیتے ہیں۔ تربیت کے کمی ہے۔ حالانکہ تعلیم میں دنیا و دین کا امتزاج ضروری ہے۔[61]

7: میڈیا اور سوشل میڈیا کا منفی اثر:

عصر حاضر میں سوشل میڈیا خواتین کی تعلیم پر جہاں کچھ مثبت اثرات ڈال رہا ہے۔ وہیں اس کے کئی منفی پہلو بھی ہیں۔ سوشل میڈیا کا حد سے زیادہ استعمال طالبات کے وقت ضائع کرتا ہے۔ جو کہ مطالعہ، تدریس اور تحقیق سے ہٹ کر غیر ضروری مشاغل میں لگ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ، سوشل میڈیا پر دکھائے جانے والے مثالی اور غیر حقیقی طرز زندگی کو دیکھ کر طالبات احساس کمتری اور ذہنی تناؤ میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ جو ان غیر اخلاقی مواد تک رسائی ان کے اخلاق اور نظریات پر منفی اثر ڈالتی ہے۔ جو تعلیم کے اصل مقصد سے انحراف کا باعث بنتی ہے۔[62]

بچوں کے تعلیم کے حوالے سے تجاویز:۔

عصر حاضر میں بچوں کی تعلیم ایک اہم موضوع ہے، کیونکہ آج کا بچہ کل کا معمار ملت ہے۔ والدین اساتزہ اور معاشرہ مل کر بچے زہنی، اخلاقی اور دینی تربیت میں کردار ادا کرتے ہیں۔ جدید دور میں جہاں تعلیمی سہولتیں میسر ہیں وہیں کئی چیلنجز بھی درپیش ہیں۔ اس حوالے سے مقالہ نگار کا نقطہ نظر یہ ہے۔

1:۔ سب سے پہلے والدین کو چاہیے کہ بچوں کو ابتدائی تعلیم گھر سے دیں۔ بچوں کے اچھے تربیت کریں اور ان کے ساتھ وقت گزاریں۔

2: اسکول کے نصاب میں دینی تعلیم کو متوازن انداز میں شامل کیا جائے تاکہ بچے دین و دنیا دونوں سے واقف ہوں۔

3: اساتزہ کو جدید تربیتی ورکشاپس کے زریعے بچوں کی نفسیات، اخلاقیات اور تعلیم کے جدید طریقے سکھائے جائیں۔

4:۔ نصاب کو بچوں کے ذہنی معیار کے مطابق دلچسپ اور بامقصد بنایا جائے تاکہ بچے اکتاہٹ محسوس نہ کریں۔

5:۔ والدین اور اساتزہ بچوں کے اسکرین ٹائم پر نظر رکھیں اور تعلیمی مواد تک رسائی کو ترجیح دیں۔

6: بچوں کی شخصی تربیت، سچائی، ایمان داری، نظم وضبط، اور دوسروں کے احترام پر خاص، توجہ دی جائے۔

7: اسکولوں میں ایسا ماحول ہو جہاں دین کے بنیاد اصول بھی عملی طور پر سکھائے جائیں۔

8: دیہی علاقوں اور کمزور طبقات کے بچوں تک معیاری تعلیم پہنچانے کے لئے سرکاری سطح پر اقدامات کیے جائیں۔

9: بچوں کو بچپن سے سیرت النبی ﷺ پڑھنے اور سمجھنے کی عادت ڈالی جائے۔

10: والدین، اساتزہ، حکومت اور معاشرہ مل کر تعلیم کے لئے یکساں لائحہ عمل اختیار کریں۔

تعلیم نسواں کے حوالے سے تجاویز:

عصر حاضر میں خواتین کی تعلیم نہ صرف ان کا بنیادی حق ہے بلکہ ایک خوشحال، باکردار اور ترقی یافتہ معاشرے کی بنیاد بھی ہے۔ خواتین آدھی آبادی کا حصہ ہیں، اور اگر وہ تعلیم سے محروم رہیں تو معاشرہ ادھورہ رہ جاتا ہے۔

1: تعلیم میں صنفی تفریق کا خاتمہ بہت ضروری ہے۔ لڑکیوں کے لئے بھی وہی، سہولیات اور مواقع فراہم کیے جائیں جو لڑکیوں کو حاصل ہیں۔ ہر علاقے میں لڑکیوں کے اسکول و کالج قائم کیے جائیں تاکہ انہیں دور دراز نہ جانا پڑے۔

2: والدین کو بچیوں کی تعلیم کی اہمیت سے آگاہ کرنا بہت ضروری ہے۔ اکثر خاندانوں میں روایت، جہالت یا غربت کے باعث لڑکیوں کو تعلیم سے روک دیا جاتا ہے۔ آگاہی مہمات، وعظ و نصیحت اور مساجد کے زریعے یہ پیغام عام کیا جائے۔

3: تعلیم کے لئے محفوظ ماحول فراہم کرنا حکومت اور اداروں کی بنیادی زمہ داری ہے۔ لڑکیوں کے تعلیمی ادارے ایسے ہو جہاں ان کی عزت و وقار محفوظ ہو، لباس اور تربیت اسلامی اقدار پر مبنی ہو تاکہ وہ دین اور دنیا دونوں میں کامیاب ہوں۔

4: بہت سی بچیاں غربت کے باعث تعلیم جاری نہیں رکھ سکتیں۔ انہیں وظائف، مفت کتابیں اور فیس میں رعایت جیسے اقدامات سے سپورٹ کیا جانا چاہئے۔

5: دیہی علاقوں کی بچیاں شہری سہولیات سے محروم رہتی ہیں۔ ان علاقوں میں اسکول، تربیت یافتہ خواتین اساتزہ اور سہولتوں کی فراہمی لازمی ہے تاکہ ہر بچی تعلیم حاصل کر سکے۔

6: تعلیم صرف ڈگری لینے کا نام نہیں، بلکہ یہ کردار سازی کا زریعہ بھی ہے، خواتین کی تعلیم میں دینی تربیت، سیرت النبی ﷺ، حجاب، شرم وحیاء اور اسلامی آداب کو شامل کرنا چاہئے۔

7: انٹرنیٹ، موبائل، اور آن لائن کورسز کے زریعے وہ لڑکیاں بھی تعلیم حاصل کر سکتی ہیں جو کسی مجبوری یا ماحول کی وجہ سے باہر نہیں جا سکتیں۔ حکومت اور اداروں کو آن لائن پلیٹ فارمز کو آسان اور مفت بنانا چاہیے۔

8: روایتی سوچ، غلط رسم ورواج اور تعلم کے خلاف معاشرتی مزاحمت کو ختم کرنا ضروری ہے۔ اس کے لئے علماء، اساتزہ، میڈیا اور سوشل ورکرز کو مشترکہ کردار ادا کرنا ہو گا۔

9:خواتین کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کے تربیت کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اگر تربیت نہ ہو تو ایسی تعلیم خوشحالی اور راحت کے بجائے بربادی اور فتنوں کا باعث بنتی ہے۔

10: لڑکوں اور لڑکیوں کی مخلوط تعلیم بہت سے اخلاقی، دینی اور سماجی مسائل کو جنم دیتی ہے۔ اس لئے لڑکیوں کے لئے علیحدہ تعلیمی ادارے قائم کیے جائیں تاکہ حیاء پردہ اور اسلامی اقدار محفوظ رہیں۔

خلاصۃ البحث:

نبی کریم ﷺ کی زندگی تعلیم و تربیت کا مکمل نمونہ ہے۔ آپ ﷺ تعلیم کو اتنی اہمیت دی کہ نبوت کی ابتدا ہی "اقراء" یعنی (پڑھ) سے ہوئی، جو اس بات کی علامت ہے کہ علم حاصل کرنا اسلام میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے" اور اسی بنیاد پر علم کو دین کا ستون قرار دیا۔

دور نبوی میں تعلیم و تربیت اور تحریر و کتابت دونوں کو بنیادی اہمیت حاصل تھی نبی کریم ﷺ نے جہاں قرآن مجید کے احکام سکھانے کے لئے تعلیم کو فرض قرار دیا، وہیں تحریر و کتابت کو بھی فروغ دیا تاکہ علم محفوظ ہو سکے۔ آپ ﷺ نے مسجد نبوی کو تعلیمی مرکز بنایا، جہاں صحابہ کرام کو دینی، اخلاقی، اور عملی تعلیم دی جاتی تھی۔ کاتبین وحی کو مقرر کر کے قرآن کے آیات کو لکھوایا اور صحابہ کرام کو لکھنا پڑھنا سکھانے کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ دور نبوی میں بچوں کی تعلیم و تربیت کو خاص اہمیت دی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف بچوں سے شفقت کا برتاؤ فرمایا بلکہ ان کی دینہ، اخلاقی اور ذہنی تربیت کو بھی لازم قرار دیا اپ ﷺ نے فرمایا" ہر باپ اپنی اولاد کا ذمہ دار ہے "[63]

بچوں کو قرآن سکھانا، سچ بولنے، امانت داری، عدل اور ادب سکھانے پر زور دیا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی تعلیم و تربیت کی مثالیں واضح ہے۔ اس سے واضح ہے کی معاشرے کی بنیاد بچپن ہی میں رکھی جاتی ہے اور تعلیم کے ساتھ تربیت کو بھی لازم سمجھا جاتا تھا۔

خواتین کے لئے بھی آپ ﷺ کے تعلیمات روشن مثال ہے۔ صحابیات کو دین کی تعلیم سکھائی۔ ان کے سوالات کو اہمیت دی اور باقاعدہ دن مقرر کیا جاتا تھا جس میں خواتین کو علم سکھایا جاتا۔ اسلام نے عورت کو تعلیم کا مکمل حق دیا ہے کیونکہ وہ ایک ماں، ایک معلمہ اور ایک نسل کی بنیاد ہے۔ اگر عورت تعلیم یافتہ ہو تو وہ اپنے بچوں کا صحیح پرورش کرتا ہے۔ اگر عورت تعلیم یافتہ ہو تو پورا خاندان سنور سکتا ہے آج کے دور میں خواتین کی تعلیمی ترقی کے باوجود کئی علاقوں میں وہ بنیادی تعلیم سے محروم ہیں۔ ان رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ حکومت، والدین، اور معاشرہ مل کر ایسا تعلیمی ماحول فراہم کریں جو محفوظ، باوقار اور شریعت کے مطابق ہو۔ تب ہی ایک صحت مند، تعلیم یافتہ اور بااخلاق نسل کی تعمیر ممکن ہو گی۔

حوالہ جات

[1]ابن منظور، لسان العرب، دار صادر بیروت 1992ء ص405

[2]مولوی فیروز الدین، فیروز الغات، فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ، لاہور، راولپنڈی، کراچی، 2ص197

[3]راغب اصفہانی حسین بن محمد بن المفضل، المفردات فی غریب القرآن، دار المعارف، بیروت لبنان، 2006ء

[4]المنجد فی اللغۃ والاعلام، طبع دار مشرق، بیروت ا، 2007ء، ص584

[5]ڈاکٹر محمد شریف، اسلامی نظام تعلیم، ادارہ معارف اسلامی لاہور، ص18

[6]نزیر احمد، اسلام کا نظام تعلیم، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ص42

[7]امام غزالی، ابو حامد محمد بن محمد الغزالی، احیاء علوم الدین، دار المعرفۃ بیروت (لبنان) 2005، ج1، ص50

[8]ابن خلدون عبد الرحمٰن بن محمد بن خلدون الحضرمی، مقدمہ ابن خلدون، دار الفکر، بیروت، 2004ء ص235

[10] غلام عابد خان، عہد نبوی کا نظام تعلیم، صابر پرنٹنگ پریس لاہور، 1978ء، ص 43 تا 44

[11] البقرا: ۳۱

[12] نحل: 43

[13] الزمر: ۹

[14] مجادلہ: 11

[15] غلام عابد خان، عہد نبوی کا نظام تعلیم، صابر پرینٹنگ پریس لاہور، 1978 ص 48

[16] ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب "فضل العلماء والحث علی کل مسلم و مسلمۃ، دار الفکر (بیروت، لبنان) 2001ء، رقم الحدیث 224

[17] ابو بکر بیہقی، احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ، بیہقی، کتاب شعب الایمان، باب فی الحث علی طلب العلم و تعلیمہ، دار الکتبہ العلمیہ، بیروت، 2003ء، ج 2، رقم الحدیث 1763

[18] ترمزی، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمزی، کتاب العلم، باب ماجآء فی فضل طلب العلم، دار الکتب العلمیہ، 2006ء رقم الحدیث 2646

[19] ایضا، رقم الحدیث 2674

[20] ابی داؤد سلیمان بن اشعث السجستانی سنن ابو داؤد، کتاب العلم ب، باب فضل من علم الناس الخیر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2005ء رقم الحدیث 3641

[21] البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من یرد اللہ بہ خیر ایفقھہ فی الدین، دار الطوق النجا، بیروت، لبنان، 2001ء رقم الحدیث 71

[22] البلازری، احمد بن جابر بن یحییٰ، فتوح البلدان، ص 471

[23] ابن سعد، محمد بن سعد، طبقات ابن سعد، نفیس اکیڈمی، اردو بازار لاہور کراچی، ص 144

[24] سیوطی، جلال الدین، الاتقان فی علوم القرآن، قاہرہ دار الفکر، 2001ء، ج 1، ص 58

[25] ابن سعد، محمد بن سعد، الطبقات الکبری، دار صادر، بیروت، 1998ء، ج 2، ص 103

[26] فروفیسر، رب نواز، آنحضور ﷺ کے تعلیمی جدوجہد، ادارہ تعلیمی تحقیقی، بہاول پور شیر روڈ، مزنگ لاہور، ستمبر 2001ء، ص 13

[27] ہاشمی، محمد الیاس، حضور نبی کریم ﷺ بحثیت منتظم اعلی نوریہ رضویہ پبلی کیشن، لاہور، اگست 2014، ص 181

[28] الاصفہانی، ابی نعیم احمد بن عبد اللہ، الحافظ، حلیہ الاولیا، ص 342

[29] پروفیسر، رب نواز، انحضور ﷺ کی تعلیمی جدوجہد، ادارہ تعلیمی، 3، بہاولپور شیر روڈ، مزنگ لاہور، ستمبر 2001ء، ص 24

[30] ایضا

[31] امام حاکم، ابی عبد اللہ، المستدرک علی الصحیحین فی الحدیث، کتاب العلم، دار الکتب العلمیہۃ، 2002ء، رقم الحدیث 316

[32] امام محمد، احمد بن حنبل، مسند احمد، مسند معاویہ بن ابی سفیان، بیروت

[33] امام ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، دار احیاء الکتب العربیہ، بیروت لبنان، 2009ء

[34] الطبری، ابی عبد اللہ، محمد بن جریر، جامع البیان فی التفسیر القرآن (التفسیر الطبری)

[35] العلوان، عبد اللہ ناصح، تربیت اولاد فی الاسلام، دار السلام، بیروت لبنان، 1995ء، ج 1، ص 142

[36] ابی داؤد، سلیمان بن اشعث سجستانی، سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب فی صلۃ الرحم، دار الرسالہ العالمیہ، بیروت، 2009ء، رقم الحدیث 1692

[37] ایضا، کتاب الصلاۃ، باب متی یومر الغلام بلصلاۃ؟، رقم الحدیث 495

[38] امام بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الاحکام، باب قول اللہ تعالی اطیعو اللہ۔۔۔ منکم، دار طوق النجاۃ بیروت، 1422ھ / 2001ء، رقم الحدیث 893

[39] ڈاکٹر خدیجہ بانو 'نظام تعلیم کے چیلنجز" تعلیم و تحقیق، جامعہ کراچی، 2021ء

ڈاکٹر عبد الباسط "ٹیکنالوجی اور بچوں کی تعلیم "نیشنل ایجوکیشنل جرنل، 2022ء[40]

پروفیسر زہرہ صدیقی، بچوں کی تربیت اور تعلیم کا اسلامی تصور، لاہور، ادارہ معارف اسلامی، 2015ء[41]

ڈاکٹر طاہر محمود، نبی کریم ﷺ اور تعلیم کا فروغ، مکتبہ اسلامیہ، 2016ء[42]

شیخ نزیر احمد، تعلیم اور اخلاقیات کا تعلق، اسلام آباد، 2014ء[43]

ارم سلطانہ، اسلام کا تصور تعلیم وتربیت، مشمولہ در ششماہی البصیرہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویج، ش2، دسمبر 2012ء ص94[44]

46نزاد، مہدی قمی: پورجوادی، نصر اللہ، جنگ مہدی، مرکز نشر دانشکدہ، تہران، (ایران) ط اول، 1385ھ، ص132

مولانا، بدر القادری، اسلام اور تربیت اولاد، ادارہ معارف القرآن نعمانیہ، لاہور، مئ 1993ء، ص34[46]

پروفیسر، رب نواز، آنحضور ﷺ کی تعلیمی جدوجہد، بہاول شیر روڈ مزنگ، لاہور، ستمبر 2001ء، ص19[47]

الدارمی، عبد اللہ بن عبالرحمان، سنن دارمی، کتاب فضائل القرآن، دار الکتب العلمیہ (بیروت) 1421ھ / 2000ء، رقم الحدیث 3433[48]

البیہقی، ابی بکر احمد بن ابی الحسن بن علی، السنن الکبری للبیہقی،، کتاب العلم، باب ماخصت النسآء من العلم، بیروت لبنان، 2003ء، ج10، رقم الحدیث 19855 / صحیح بخاری 101[49]

پروفیسر، رب نواز، آنحجور ﷺ کی تعلیمی جدوجہد، ص21 تا 22[50]

ترمزی، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمزی، کتاب البروصلة، باب ماجآء فی فضل من عال جاریتین، دار الکتب العلمیہ، 2006ء، رقم الحدیث 1914[51]

امام بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب العتق۔ باب فضل من اعتق، دار الطوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ / 2001ء، رقم الحدیث 2547[52]

ڈاکٹر، حمید اللہ، عہد نبوی ﷺ کا نظام تعلیم، اردو اکیڈمی، کراچی، 1987ء، ص206[53]

امام ابوداؤد، سلیمابن اشعث سجستانی، سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی تعلیم النساء، دارالرسالہ العالمیۃ، بیروت لبنان، 2009ء، رقم الحدیث 3887[54]

ڈاکٹر روبینہ شوکت، تعلیم نسواں، مسائل اور تجاویز، ادارہ معارف القرآن، 2017ء، ص21[55]

مولانا مفتی تقی عثمانی، اسلام اور خواتین کی تعلیم، دارالاشاعت کراچی، 2010ء، ص12[56]

پروفیسر زہرہ صدیقی، بچوں کی تربیت اور تعلیم کا اسلامی تصور، مکتبہ جدید لاہور، 2010ء، ص64[57]

ڈاکٹر ناصرہ اقبال، خواتین کی تعلیم ایک جائزہ، تعلیم و تحقیق، جامعہ پنجاب، ش19، 2019ء، ص53[58]

ڈاکٹر فوزیہ امین، پاکستان میں خواتین کی تعلیم کے مسائل، ہونیورستی آف ایجوکیشن لاہور، 2020ء، ص41[59]

ڈاکٹر نسیم اختر، خواتین کی تعلیم اور سوسائٹی، مجلہ گمان، بینظیر بھٹو وومن یونیورسٹی، 2023، ص44[60]

امام غزالی، ابوحامد محمد بن محمد العزالی، احیاء لعلوم الدین، باب فضل العلم، دارالمعرفۃ، بیروت لبنان، 2005ء، ج1[61]

ڈاکٹر روبینہ شوکت، تعلیم نسواں، مسائل اور تجاویز، ص88، ادارہ فروغ القلم، لاہور، 2019[62]

صحیح بخاری[63]